مسکراتے ہوئے
السلام علیکم کہیے!

ڈاکٹر ممتاز عمر

السلام علیکم کے معنی ہیں تم پر سلامتی ہو۔ایک مسلمان جب دوسرے مسلمان کو سلام کرتا ہے اور السلام علیکم کہتا ہے تو یہ صرف اظہارِ محبت ہی نہیں دعا بھی ہے۔ دُعا کے معنوں میں یہ ایک بہترین دُعا ہے کہ تم میری طرف سے ہر طرح محفوظ رہو۔'السلام' ہر طرح کی سلامتی، ظاہری سلامتی بھی اور باطنی سلامتی بھی، یعنی تمھاری زندگی، صحت، جان و مال، اولاد، ایمان اور اخلاق ہر چیز سلامتی میں رہیں، کیوں کہ صرف سلام نہیں السلام ہے۔'ال' استغراق کے لیے ہے، یعنی مکمل سلامتی۔ پھر دنیا کی نہیں آخرت کی بھی۔ اس اعتبار سے السلام علیکم بہت جامع الفاظ ہیں۔

● **السلام علیکم کی انفرادیت:** ہمارے معاشرے میں اس کے مقابلے میں جو الفاظ رواج پا رہے ہیں ان میں 'ہیلو' اور 'ہائے' جیسے بے معنی اور مبہم الفاظ ہیں۔ اسی طرح دنیا کی دوسری زبانوں میں جو الفاظ استعمال ہوتے ہیں، مثلاً چائنیز میں 'نی ہاؤ' کیا آپ خیریت سے ہیں۔ یہاں بھی وہی انداز ہے۔ دُعا نہیں سوال کیا گیا ہے۔ ہیبر ون میں 'شیلون' کا لفظ بولا جاتا ہے۔ اس کے معنی سلامتی اور دوسرے معنی صحت مند، بُرائی سے محفوظ کے ہیں۔ جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ یہودیت بھی ایک الہامی دین ہے اس لیے ان کے ہاں جو لفظ استعمال ہوا وہ سلام کا ہم معنی ہے۔ ہندی میں 'نمستے' کہتے ہیں اس کے ایک معنی خوش آمدید کے ہیں، اور دوسرے معنی یہ کہ میرے اندر کا خدا آپ کے اندر کے خدا کی تعظیم کرتا ہے۔ ہیوالین میں 'زے لوہا' کو خوش آمدید کے معنوں میں استعمال کیا جاتا ہے۔ اٹالین میں 'چاؤن' کے معنی بھی 'ہائے' کے ہیں۔ اسی طرح افریقین میں

’راکسی‘، جرمن میں ’گنج تحا نگ‘، تمھارا دن اچھا گزرے۔ جنوبی افریقہ میں ’ہوایست‘ جو اصل میں ’ہاؤازاٹ‘ سب کچھ کیسا ہے؟ کا جواب ہے۔ ’جینیو‘ کچھ گڑبڑ نہیں، اسی طرح ہنگی میں ’جاناپوڈ‘ جس کا معنی ہے گڈ ڈے۔ ساؤتھ افریقہ کے بعض دیگر ممالک میں ’انہیبارہ‘ آپ کا کام کیسا ہے۔ ’زولوسائیونا‘ آپ مجھے نظر آرہے ہیں۔ اسی طرح ’سیلولیمنا زینجو‘ لمبی زندگی پاؤ۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ دنیا کے دیگر ممالک و مذاہب میں سلام کا جو مترادف ہے وہ اپنے معنی کے اعتبار سے کامل اور جامع نہیں ہے اور اس کی ادایگی خواہ مقامی زبان کی واقفیت کے بعد بہترین تلفظ کے ساتھ بھی کی جائے تو السلام علیکم جیسی مٹھاس اور خوش گواری سے بہت دُور معلوم ہوتی ہے۔

عربوں میں یہ رواج تھا صباح الخیر (اچھی صبح ہو)، صباح النور (روشن صبح ہو)۔ انگریزی الفاظ گڈ مارننگ، گڈ ایوننگ کا مفہوم بھی وقتی سلامتی کو ظاہر کرتا ہے۔ اس میں دعا کا پہلو نہیں بلکہ توقع ظاہر کی گئی ہے کہ تمھاری صبح و شام اچھی ہو لیکن اسلام ’السلام‘ کہنے کی ہدایت کرتا ہے جو صبح و شام تک محدود نہیں مکمل سلامتی کی بات ہے اور اگر وسیع معنوں میں لیا جائے تو آخرت کی سلامتی بھی۔

ایک مسلمان مفکر کا قول ہے: وہ پوچھتے ہیں کہ تم جانتے ہو سلام کس چیز کا نام ہے؟ پھر وضاحت کرتے ہوئے بتایا کہ سلام کرنے والا دراصل یہ کہتا ہے کہ تم میری طرف سے بالکل مطمئن رہو، بے خوف رہو، یعنی مجھ سے تمھیں کوئی پریشانی نہیں ہوگی۔

غور کریں کہ جب ہم کسی سے ملنے جاتے ہیں اور السلام علیکم کہتے ہیں اور پھر اس کو طعنے دینے لگیں، اس کو بُرا بھلا کہیں تو یوں اس کے اور اپنے اعمال کو برباد کرنے لگتے ہیں۔ اگر اس کے ساتھ جھوٹ، دھوکا اور فریب کا معاملہ کرنے لگیں تو ہمارے قول و فعل میں تضاد ہوجاتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ سلام ایک ایسی یاددہانی ہے جو ہمیں احساس دلاتا ہے کہ تم جس سے مل رہے ہو نہ تو اس کو تکلیف دینا مقصود ہے اور نہ اس کی جانب سے تکلیف کا امکان ہی ہے۔ شاید ہم نے سلام کی روح کو نہیں سمجھا اور کبھی شعوری طور پر سلام نہیں کیا۔ صرف ایک روایت کی طرح اظہار کرتے ہیں۔

ہم سب مسلمان ہیں مگر افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ بعض علاقوں میں سلام کے بجائے آداب کہنے کا رواج ہے۔ یہ ہی نہیں اس کی ادایگی کے لیے بھی مختلف طریقے اپنائے جاتے ہیں۔ سیدھی ہتھیلی کو کچھ گولائی میں خم دے کر جھک کر آداب کیا جاتا ہے۔ جتنی محترم بزرگ اور عمر رسیدہ

ہستی کو آداب کرنا ہو اس قدر جھکتے ہیں۔ کہیں آداب عرض کیا جاتا ہے تو اس کے جواب میں جیتے رہو کی دُعا دی جاتی ہے۔ اسی طرح جوڈو کراٹے کی ابتدا میں ایک دوسرے کو جھک کر سلام کیا جاتا ہے۔ بعض اوقات جلدی میں سام علیکم کہہ دیتے ہیں جس میں 'لام' کی ادائیگی نہیں ہوتی تو معنی بدل کر موت کے ہوجاتے ہیں۔ بعض علاقوں میں سلام کرتے ہوئے پاؤں چھوتے ہیں۔ اگر ایسا نہ کیا جائے تو اسے بدتہذیبی سمجھا جاتا ہے۔ اسی طرح پگڑی اُتار کر پیروں میں رکھنا، پیروں اور گھٹنوں کو چھونا، زبان سے سلام کرنے کے بعد مصافحہ پھر ہاتھوں کو چومنا بھی لازمی سمجھا جاتا ہے۔

نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ نے جب حضرت آدمؑ کو پیدا کیا تو فرمایا: جاؤ سلام کرو فرشتوں کے ان گروہوں کو جو بیٹھے ہوئے ہیں۔ پھر غور سے سننا جو وہ تم کو کہیں گے۔ وہ تمھارا اور تمھاری اولاد کا سلام ہوگا۔ حضرت آدمؑ نے جا کر کہا: السلام علیکم تو انھوں نے کہا: وعلیک السلام ورحمۃ اللہ۔ جواب میں السلام علیکم سے بڑھ کر ورحمۃ اللہ اضافی کہا۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب تمھیں کوئی سلام کرے تو اُسے اس سے کچھ زائد دعا دو ورنہ اس کے برابر جواب تو ضرور دو۔ روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض باتوں کا حکم دیا۔ بیمار کی مزاج پُرسی کا، جنازے کے پیچھے چلنے کا، یعنی اس میں شریک ہونے کا، چھینکنے والے کی چھینک کا جواب دینے کا، یعنی یرحمک اللہ کہنے کا، کمزور کی مدد کرنے کا، مظلوم کی فریاد رسی کرنے کا، سلام پھیلانے کا اور قسم دلانے والے کی قسم پوری کرنے کا۔ ایک روایت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے بڑا بخیل وہ ہے جو سلام کرنے میں بخل کرے۔

● **جنت میں لے جانے والا عمل:** نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کی بہت تاکید کی ہے، فرمایا: ''تم لوگ جنت میں نہیں جاسکتے جب تک مومن نہیں بنتے اور اس وقت تک مومن نہیں بن سکتے جب تک ایک دوسرے سے محبت نہ کرو۔ میں تمھیں وہ تدبیر کیوں نہ بتادوں جسے اختیار کرکے تم آپس میں ایک دوسرے سے محبت کرنے لگو؟ آپس میں سلام کو پھیلاؤ''۔

حضرت ابویوسف عبداللہ بن سلامؓ سے روایت ہے کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے سنا: اے لوگو! سلام کو پھیلاؤ، لوگوں کو کھانا کھلاؤ، رشتوں کو ملاؤ، صلہ رحمی کرو، اور اس وقت نماز پڑھو جب لوگ سوئے ہوں۔ تم جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہوجاؤ گے۔

نبی کریمؐ نے فرمایا: وہ آدمی اللہ کے زیادہ قریب ہے جو سلام میں پہل کرتا ہے۔ ایک روایت میں ہے: ''اس شخص کا دل کبر اور تکبر سے خالی ہوتا ہے جو سلام کرنے میں پہل کرتا ہے''۔ ہم انتظار کرتے رہتے ہیں کہ کوئی ہمیں سلام کرے۔ اگر ایسا خیال دل میں آئے تو اسے تکبر سمجھتے ہوئے سلام میں پہل کرنی چاہیے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ اسلام کی کون سی بات سب سے زیادہ بہتر ہے؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا: تم بھوکے کو کھانا کھلاؤ اور ہر شخص کو سلام کرو چاہے تم اسے پہچانو نہ پہچانو۔

ہمارا عمل یہ ہے کہ ہم صرف ان کو سلام کرتے ہیں جنھیں پہچانتے ہیں بلکہ اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ لوگ مجلس میں جاکر نام لے کر سلام کرتے ہیں، جب کہ ایسے موقع پر سب کو سلام کرنا چاہیے۔ ممکن ہے آپ کسی اجنبی کو اس لیے سلام نہیں کر رہے کہ آپ اسے نہیں جانتے لیکن ایسا بھی ہوسکتا ہے کہ سلام کرنے سے اجنبیت دُور ہوجائے، اور ہم ایک دوسرے کے شناسا بن جائیں۔ بظاہر سلام کرنا چھوٹی سی چیز ہے مگر اس کے ذریعے محبت کی پہلی اینٹ رکھی جاتی ہے۔

● **سلام کب کرنا چاہیے؟**: ملاقات کے موقعے پر ابتدا میں، یعنی بات چیت شروع کرنے سے قبل سلام کیا جائے۔ حضور اکرمؐ نے فرمایا ہے: جو کوئی سلام سے پہلے کوئی بات کرنے لگے تو اس کا جواب نہ دو۔ یہاں تک کہ وہ سلام سے اپنی گفتگو کا آغاز کرے۔ اسی طرح گھر میں داخل ہوتے وقت سلام کرنے کا حکم ہے: ''جب تم گھروں میں داخل ہو تو اپنے نفسوں کو سلام کرو۔ یہ اللہ کے احکامات ہیں۔ یہ طریقہ بہت مبارک اور عمدہ ہے'' (النور ۲۴:۱۶۱)۔ اپنے آپ کو سلام کرنے سے مراد یہ ہے کہ جب آپ گھر میں داخل ہوتے وقت سلام کریں گے تو جواب میں آپ کے لیے بھی دعائیں نکلیں گی۔ لہٰذا انسان خود اپنی بھلائی کی خاطر دوسروں کو سلام کرتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''اے لوگو، جو ایمان لائے ہو اپنے گھر کے سوا کسی دوسرے کے گھر میں داخل نہ ہو یہاں تک کہ تم اجازت لے لو اور اس گھر میں رہنے والوں کو سلام نہ کرلو'' (النور ۲۴:۲۱)۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے کہا: ''اے بیٹے! جب تم اپنے گھر والوں کے پاس جاؤ تو سلام کرو، تمھارے گھر والوں پر برکت ہوگی''۔ مذکورہ حکم سے ظاہر ہوا کہ گھر میں داخل ہوتے وقت سلام کرنے سے گھر میں برکت ہوتی

ہے۔ اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ لوگ شکایت کرتے ہیں کہ اللہ کا دیا سب کچھ ہے مگر گھر میں برکت نہیں۔ ذرا غور کریں تو ممکن ہے گھر میں داخل ہوتے اور نکلتے وقت سلام نہ کرنے اور اہلِ خانہ کے جواب نہ دینے کی وجہ سے یہ صورتِ حال پیدا ہوئی ہو۔ اسی طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: 'جب کسی مجلس میں جاؤ تو سلام کرو اور جب رخصت ہونے لگو تو بھی سلام کرو'۔ اور فرمایا: پہلا اور دوسرا ہر دو سلام ضروری اور اجر کے حساب سے برابر ہیں۔

ایک مسئلہ یہ بھی ہے کہ کتنی بار سلام کریں۔ احادیث کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرامؓ کا طریقہ تو یہ تھا کہ کسی درخت کی اُوٹ سے دوبارہ ظاہر ہونے پر ایک بار پھر سلام کرتے تھے۔ اس سلسلے میں نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''جب کوئی اپنے بھائی سے ملے تو اسے سلام کرے۔ اگر درخت یا دیوار یا پتھر کی اُوٹ سے دوبارہ سامنے آئے تو پھر سلام کرے''۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جب کسی کو سلام کرو تو اپنا سلام اس کو سناؤ۔ اس لیے کہ سلام اللہ کی طرف سے نہایت پاکیزہ اور برکت والی دُعا ہے۔ حضرت مقدادؓ فرماتے ہیں: ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ان کے حصّے کا دودھ اُٹھا کر رکھ دیا کرتے تھے۔ جب حضور اکرمؐ تشریف لاتے تو اس طرح سلام کرتے کہ سویا ہوا بیدار نہ ہو اور جاگتا ہوا جواب دے۔

حضورؐ کسی ایسے شخص کو سلام کرنا چاہتے جو آپؐ سے فاصلے پر ہوتا اور آواز پہنچنا مشکل ہوتا تو ہاتھ کے اشارے سے بھی سلام کر لیتے تھے۔ حضرت اسماء بنت یزیدؓ سے روایت ہے کہ آپؐ ایک دن مسجد سے گزرے تو مسجد میں خواتین کی ایک جماعت بیٹھی ہوئی تھی۔ اس موقعے پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ کے اشارے سے سلام کیا۔ ایک بات سلام کرتے وقت یہ اپنانی چاہیے کہ خندہ پیشانی اور مسکراتے ہوئے خوش دلی کے ساتھ سلام کیا جائے۔ حضرت عبداللہ بن حارثؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اکرمؐ سے زیادہ کسی کو مسکراتے ہوئے نہیں پایا۔

ایک جگہ سے دوسری جگہ، یعنی کسی دوسرے شہر یا ملک جانے والوں کے ذریعے بھی اپنے جاننے والوں کو سلام بھیجنا چاہیے۔ اسی طرح خطوط، ایس ایم ایس اور دوسرے ذرائع سے بھی سلام لکھنا چاہیے۔ خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب خطوط لکھے تو ان میں اس طرح السلام لکھا کہ سلامتی ہو اس پر جو ہدایت کو اپنا لے۔ یہ طریقہ ایسے لوگوں کے لیے ہے جو دائرۂ اسلام میں نہ ہوں،

جب کہ کسی بھی مسلمان کو مخاطب کرتے ہوئے السلام علیکم یا احسن طریقے پر ورحمۃ اللہ وبرکاتہ بھی لکھنا چاہیے۔ اسی طرح ٹیلی فون پر جب مخاطب سامنے نہ ہو تو گفتگو کا آغاز السلام علیکم سے کرنا چاہیے۔

● **کون کسے سلام کرے؟:** بہتر یہ ہے کہ ہر کوئی دوسرے کو سلام کرنے میں پہل کرے۔ کسی خاص یا جاننے والے کی تفریق کے بغیر ہر ایک کو سلام کیا جائے۔ ہاں، تربیت کی خاطر چھوٹے بڑوں کو، چلتا ہوا بیٹھے ہوئے کو، سوار راہ میں کھڑے لوگوں کو سلام کرے۔

حضور اکرمؐ نے فرمایا: کسی مسلمان کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ تین دن سے زیادہ اپنے مسلمان بھائی سے قطع تعلّق کیے رکھے، یعنی ایک ادھر منہ پھیرے ہوئے ہو تو دوسرا دوسری جانب۔ ان میں افضل وہ ہے جو سلام میں پہل کرلے۔ نبی کریمؐ سے پوچھا گیا جب دو آدمی ایک دوسرے سے ملیں تو ان میں کون پہلے سلام کرے؟ آپؐ نے فرمایا: جو ان دونوں میں اللہ کے نزدیک ہو۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سلام کرنے میں اتنی پہل کرتے کہ کوئی دوسرا ان پر سبقت نہ لے پاتا۔ چھوٹے بچوں کو سلام سکھانے کے لیے ان کو سلام کرنے میں پہل کرنی چاہیے۔ جو بچہ بولنا سیکھ رہا ہو اس کو سلام کیا جائے اور مصافحہ کرنے کے لیے ہاتھ آگے بڑھایا جائے، تو آپ دیکھیں گے وہ بچہ زبان سے سلام تو ادا نہ کرپائے گا مگر آپ کو دیکھتے ہی ہاتھ آگے بڑھا دے گا۔ سلام کی عادت ڈالنے کے لیے سلام میں پہل کی جانی چاہیے۔ حضرت انسؓ چھوٹے بچوں کے پاس سے گزرے تو انھیں سلام کیا اور کہا کہ حضور اکرمؐ بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ خط میں بھی بچوں کو سلام لکھا کرتے تھے۔ عام حالت میں چھوٹوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ آگے بڑھ کر سلام کریں۔ نبی کریمؐ نے فرمایا: چھوٹا بڑے کو، چلنے والا بیٹھے ہوئے کو، اور تھوڑے افراد زیادہ کو سلام میں پہل کریں۔ اسی طرح سوار پیدل چلنے والوں کو سلام کرے۔ اس سے ظاہر ہوا کہ اُوپر والا نیچے والے کو سلام کرے۔ اس کی حکمت یہ ہے کہ تکبر کا خاتمہ ہو۔

● **کب سلام نہیں کرنا چاہیے؟:** اسلام دینِ فطرت ہے۔ اس لیے وہ آداب وسلیقہ بھی سکھاتا ہے تاکہ نیکی کرنے کے لیے مواقع کا تعیّن بھی ہوسکے۔ بلاوجہ موقع بے موقع ایسا عمل نہ کیا جائے جو آداب کے خلاف ہو۔ جب لوگ قرآنِ کریم اور احادیث پڑھنے یا پڑھانے میں مصروف ہوں، سلام نہ کیا جائے۔ باہر سے ایسی صورت میں آنے والا بلند آواز سے سلام کرے گا تو سب کی

توجہ اس کی طرف بٹ جائے گی۔ پھر یہ بھی ہوسکتا ہے کہ بار بار لوگ آئیں، سلام کریں اور نظم وضبط متاثر ہو۔ یہ احتیاط بھی کریں کہ جب کوئی شخص تنہا قرآن کریم کا مطالعہ کر رہا ہو تو بھی اسے سلام نہیں کرنا چاہیے۔ جب خطبہ دیا جا رہا ہو تو بھی سلام نہ کیا جائے کیوں کہ اس طرح گفتگو کا تسلسل ٹوٹ سکتا ہے اور جس موضوع پر بات ہو رہی ہو اور لوگ انہماک سے سن رہے ہوں تو سب کا دھیان بٹ سکتا ہے۔ جب کوئی اذان دے رہا ہو یا تکبیر کہہ رہا ہو تو اس دوران بھی سلام نہ کریں کیوں کہ اس طرح وہ اذان یا تکبیر روک کر آپ کے سلام کا جواب نہیں دے پائے گا۔ اسی طرح جب کوئی دینی مجلس ہو اور وہاں کسی موضوع پر بات یا سوال کا جواب دیا جا رہا ہو تو آنے والے کو خاموشی سے بیٹھ کر شرکت کرنی چاہیے۔ اس موقعے پر بلند آواز سے سلام کرنے میں یہ امکان ہے کہ خطیب یا مخاطب ہر دو کا تسلسل ٹوٹ جائے۔ ہاں، مجلس ختم ہوجائے تو پھر سلام کرسکتے ہیں۔ جب کوئی استاد اپنے طلبہ کو پڑھانے میں مصروف ہو خواہ وہ دینی علوم ہوں یا دیگر علوم اس موقعے پر بھی سلام کر کے کلاس کو متاثر نہ کریں۔ اسی طرح جب کوئی شخص قضاے حاجت یا غسل میں مصروف ہو تو اسے بھی سلام نہیں کرنا چاہیے۔ کوئی شخص حرام، فحش یا بے حیائی کا کام کر رہا ہو تو اسے بھی سلام نہیں کرنا چاہیے۔ کیوں کہ ان اوقات میں وہ سلامتی کا مستحق نہیں۔

یہود و نصاریٰ اور دیگر مذاہب کے لوگوں کو بھی سلام کرنے میں پہل نہ کریں۔ ہاں، اگر مختلف مذاہب کے لوگ مشترک بیٹھے ہوں تو سلام میں پہل کرسکتے ہیں۔ روایت ہے کہ حضور اکرمؐ نے فرمایا: جب اہلِ کتاب تمھیں سلام کریں تو وعلیکم کہہ دیا کرو۔

● **سلام کا جواب دینے کی فضیلت**: یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ سلام کرنے والے کو جواب دینے والے کے مقابلے میں زیادہ ثواب ملتا ہے۔ حضرت عمران بن حصینؓ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے کہ ایک شخص نے آکر السلام علیکم کہا تو آپؐ نے سلام کا جواب دیا اور کہا: ۱۰۔ پھر دوسرا شخص آیا اور اس نے کہا: السلام علیکم ورحمۃ اللہ تو آپؐ نے فرمایا: ۲۰۔ پھر تیسرا شخص آیا اور اس نے کہا: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپؐ نے فرمایا: ۳۰''۔ یہ بھی یاد رکھنے کی بات ہے کہ یہ مکمل سلام ہے۔ ۱۰، ۲۰ اور ۳۰ سے مراد نیکیاں ہیں۔

حضرت عباسؓ نے فرمایا کہ سلام برکت پر مکمل ہوجاتا ہے۔ اس سے آگے کچھ نہ بولو۔ کیوں کہ

ہم دیکھتے ہیں کہ لوگ جنت حلال اور دوزخ حرام وغیرہ نہ جانے کیا کیا سلام کے ساتھ ملاتے ہیں۔

● **خواتین کا سلام کرنا:** خواتین کے لیے غیر مردوں کو سلام کرنے کے حوالے سے یہ احتیاط لازم ہے کہ اگر فتنے کا ڈر نہ ہو تو بازار میں دکان دار اور گاڑی میں ڈرائیور وغیرہ کو سلام کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ اسی طرح اگر دکان دار ڈرائیور وغیرہ سلام کریں تو اس کا جواب بھی دیا جاسکتا ہے کیوں کہ جب مول تول اور کرایے کے بارے میں بات ہوسکتی ہے تو سلام کیوں نہیں ہوسکتا۔ اگر یہ خدشہ ہو کہ سلام کرنے سے بات آگے بڑھے گی اور خرابی پیدا ہونے کا خدشہ ہے تو سلام نہ کریں۔ ایسی صورت میں صرف ضرورت کی بات کریں اور وہاں سے ہٹ جائیں۔ اسی طرح جب گھر میں کوئی رشتہ دار وغیرہ آئیں اور سلام کریں تو جواب دیا جاسکتا ہے۔ ٹیلی فون پر بات کرنے سے پہلے سلام کریں کیوں کہ جب کسی سے بات کی جاسکتی ہے تو سلام کرنے میں کیا حرج ہے۔

● **مصافحہ اور معانقہ:** سلام کے علاوہ مصافحہ اور معانقہ بھی ہے۔ مصافحہ صفح سے نکلا ہے جس کا معنی ہے ہتھیلی کو ہتھیلی سے ملانا۔ ارشاد رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے: جب تک دو بھائی ہاتھ ملائے رکھتے ہیں گناہ جھڑتے رہتے ہیں۔ ایک اور موقعے پر ارشاد فرمایا: تم مصافحہ کیا کرو اس سے دلوں کا کینہ ختم ہوجاتا ہے۔ تاہم، یہاں بھی اعتدال ہونا چاہیے۔ سلام کریں اور ہاتھ ملائیں۔ یہ نہیں کہ ہاتھ پکڑ لیں تو چھوڑنا بھول جائیں، اور یہ بھی نہیں کہ ہاتھ ملائیں تو اس زور سے دبائیں کہ دوسرے کی چیخ ہی نکل جائے۔ ایک روایت ہے کہ فرشتے اس مسلمان پر تعجب کرتے ہیں جو دوسرے مسلمان کے پاس سے گزرتا ہے اور سلام نہیں کرتا۔

معانقہ کا مطلب ہے گردن سے گردن ملانا، یعنی گلے ملنا۔ یہ لفظ عُنق سے بنا ہے۔ حضرت امام حسنؓ اور حضرت امام حسینؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دوڑتے ہوئے آتے تو آپؐ فرطِ محبت سے ان دونوں کو گلے سے لگا لیا کرتے۔ اس سے ظاہر ہوا کہ بچوں سے سلام کریں تو پیار کرتے ہوئے انھیں گلے سے لگائیں۔

سلام صرف زندوں کو نہیں ہے بلکہ حکم ہے کہ جب قبرستان میں داخل ہوں تو اہلِ قبور کو سلام کریں اور اگر قبرستان کے پاس سے گزریں تو بھی ان کے لیے دعا کریں۔